بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاصدِ شریعہ کی اساس
نظریۂ مصلحت



ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ

تحریک اسلامی انقلاب
جامعہ فریدیہ ساہیوال
پاکستان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بہ حق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- مقاصدِ شریعہ کی اساس نظریۂ مصلحت

مصنف ---------- ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ (پی ایچ ڈی)

کمپوزنگ ---------- محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

ناشر ---------- مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

مطبع ---------- فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک ساہیوال

040-4221485

تعداد ---------- ایک ہزار

اشاعت ---------- جون 2011ء

تحریک اسلامی انقلاب

جامعہ فریدیہ ساہیوال

پاکستان

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	مقاصدِ شریعہ میں مصلحت کی رعایت واہمیت	7
2	پہلی بحث: شریعت کا تعارف	7
3	i شریعت کا مفہوم	7
4	﴿الف﴾ لغوی مفہوم	7
5	﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم	7
6	﴿ج﴾ لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت	8
7	1۔ حصول منفعت	8
8	2۔ حصول نظافت	8
9	دوسری بحث مقاصد شریعت کا مفہوم	9
10	i مقصد کا مفہوم	9
11	﴿الف﴾ لغوی مفہوم	9
12	﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم	10
13	الشیخ محمد طاہر بن عاشور	10
14	**مقاصد عامہ:**	10
15	**مقاصد خاصہ**	10
16	ابو اِسحاق الشاطبی	11
17	ii مقاصد الشریعہ کی اہمیت	11
18	﴿الف﴾ علامہ آمدیؒ	12
19	﴿ب﴾ امام شاطبیؒ	12

20	iii مقاصد شریعہ کا اثبات	13
21	﴿الف﴾ تخلیقِ انسان	14
22	﴿ب﴾ اِرسالِ رُسل	14
23	﴿ج﴾ اِنزالِ کتب	15
24	1۔ مادی اور روحانی بیماریوں کا علاج	15
25	2۔توسیع بصیرت کا ذریعہ	15
26	iv تکالیف شریعہ	15
27	﴿الف﴾ توازن قائم کرنا	15
28	﴿ب﴾ مقصد صلوۃ منکرات سے احتراز ہے	16
29	﴿ج﴾ مقصد صیام تقویٰ کا حصول ہے	16
30	﴿د﴾مقصدِ قصاص رونقِ حیات اور تقویٰ کو برقرار کرنا ہے	16
31	﴿ھ﴾مقصدِ اجتناب شراب وجوا شیطانی دسترس سے دور رہنا ہے	16
32	v مقصد اور حکمت کا ترادف	17
33	vi مقصد اور معنی وحکمت ومصالح کا ترادف	18
34	تیسری بحث مصلحت کا مفہوم ومقام	19
35	i مصلحت کا مفہوم	19
36	﴿الف﴾ لغوی مفہوم	19
37	﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم	19
38	1۔مصلحت کا فقہی مفہوم	19
39	2۔مصلحت کا اُصولی مفہوم	20
40	3۔مصلحت کا غایتی مفہوم	20

41	﴿ج﴾ مصلحت کا مفہوم علماء اِسلام کی نظر میں	20
42	1۔ امام غزالیؒ	20
43	2۔الشوکانی	21
44	3۔البوطی	21
45	4۔الشاطبی	21
46	5۔عزبن عبدالسلام	22
47	﴿د﴾ تعریفات مصلحت کا خلاصہ	23
48	ii مصلحت ومقصد کا ارتباط	25
49	چوتھی بحث مصالح کی تقسیم	27
50	i تقسیم مصلحت باعتبار شارع	27
51	الف۔مصلحت معتبرہ	28
52	ب۔ مصلحت مردودہ	28
53	ج۔ مصلحت مرسلہ	28
54	مصلحت معتبرہ	28
55	مصلحت مؤثرہ	28
56	مصلحت ملائمہ	29
57	مصلحت مردودہ	30
58	مصلحت ملغاۃ	30
59	مصلحت غریبہ	31
60	مصلحت مرسلہ	31
61	ii تقسیم مصلحت باعتبار قوت ذاتی	31

62	﴿الف﴾حفاظت دین	32
63	﴿ب﴾ حفاظت نفس	33
64	﴿ج﴾ حفاظت نسل	33
65	﴿د﴾ حفاظت عقل	34
66	﴿ھ﴾ حفاظت مال	34
67	iii تقسیم مصلحت باعتبار شمول	34
68	﴿الف﴾مصلحت عامہ (کلیہ)	35
69	﴿ب﴾مصلحت غالبہ (جزئیہ اضافیہ)	36
70	﴿ج﴾مصلحت شخصیہ (جزئیہ/ خاصہ)	36
71	iv تقسیم مصلحت باعتبار مکان	37
72	﴿الف﴾ مصلحت دنیوی	37
73	﴿ب﴾ مصلحت اُخروی	38
74	پانچویں بحث مصلحت شریعہ کی اہمیت	39
75	پہلی خصوصیت ہدایت شریعت کا مصلحت کیلئے ماخذ ہونا	39
76	دوسری خصوصیت شرعی مصلحت فلاح دارین کی ضامن ہے	41
77	تیسری خصوصیت: تزکیۂ نفوس	42
78	چوتھی خصوصیت اساس المصالح ہونا	43
79	پانچویں خصوصیت : عمومیت	45
80	چھٹی خصوصیت: ابدیت واستحکام	45

مقاصدِ شریعہ میں مصلحت کی رعایت واہمیت

پہلی بحث: شریعت کا تعارف

i شریعت کا مفہوم

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

لغت میں شریعت اُس واضح راستہ کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعہ پانی تک رسائی ہو سکے۔ شریعت کا اطلاق پانی کے اُس ذخیرہ پر بھی ہوتا ہے کہ جس کی طرف لوگ جاتے ہیں اور وہاں سے پانی پیتے بھی ہیں اور جانوروں کو پلاتے بھی ہیں۔ تاہم اہل عرب پانی کے ایسے مورد کو شریعت کہا کرتے تھے جس کا پانی کبھی بھی ختم نہ ہوتا ہو اور اس قدر زیادہ ہو کہ اُسے نکالنے کیلئے رسی کی ضرورت بھی محسوس نہ ہو۔
شریعت تشریع سے مشتق ہے اور تشریع کہتے ہیں اونٹ کو پانی کے ایسے حوض پر لے جانا کہ اسے پانی پلانے کیلئے پانی نکالنے کی ضرورت نہ ہو۔ ایک مثل مشہور ہے "اهون السقی التشریع" (1)

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

اصطلاح شرع میں احکامِ تکلیفیہ عملیہ کو شریعت کہا جاتا ہے بقول قتادہ امر و نہی، حدود و فرائض کو شریعہ کہتے ہیں کیونکہ یہ اُمور حق کی جانب لے جانے کا راستہ ہیں (2) قرآن مقدس میں اسی مفہوم کو واضح کیا گیا ہے

{ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَا جَا} (3)

"ہم نے تم سب کیلئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا"

---

(1) ابن منظور، لسان العرب ص 175/8
ابن اثیر، النہایہ فی غریب الحدیث ص 231/2
الفیروز آبادی مجدد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط ص 44/3

(2) ابو جعفر محمد بن جریر، تفسیر الطبری ص 88/25
القرطبی ابو عبد اللہ احمد الانصاری، الجامع للاحکام القرآن، ص 163/16

(3) المائدہ، 48:5

{ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ} (1)

''پھر ہم نے تمہیں اس کام کے کھلے راستے (شریعت) پر مامور کیا''

ابن اثیر نے شریعت کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

"الشریعۃ ما سنہ اللہ لعبادہ من الدین وافترضہ علیہم یقال شرع لہم یشرع شرعاً فھوشارع و قد شرع اللہ الدین شرعاً اذا اظہرہ و بینہ "(2)

یعنی شریعت اُس طریقہ کو کہا جاتا ہے جسے بطور دین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے پسند فرمایا ہو اور اس طریقہ کو بندوں پر لازم قرار دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جب دین کو واضح فرمایا تو یوں کہا جانے لگا ''شَرَعَ اللّٰہُ الدِّیْنَ''، یعنی اللہ نے دین کو واضح کر دیا۔

﴿ج﴾ لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت

1۔ حصول منفعت

شریعت کے لغوی مفہوم میں بتایا گیا کہ شریعت اس راستہ کو کہتے ہیں جو پانی کی طرف لے جاتا ہو اور اصطلاح میں شریعت سے مراد وہ امور ہیں جو انسان کو ہدایت کی طرف لے جاتے ہیں ۔ اس سے واضح ہوا کہ شریعت کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں وجہ مناسبت ''حصول منفعت'' ہے

تاہم اتنا ضرور ہے کہ شریعت کا لغوی مفہوم جس منفعت (پانی) کی طرف لے جاتا ہے وہ عارضی زندگی کیلئے سہارا ہے جبکہ شریعت کا اصطلاحی مفہوم جس منفعت (دین) کی طرف لے جاتا ہے وہ ابدی حیات کا سبب بنتا ہے۔(3)

2۔ حصول نظافت

شریعت کا لغوی مفہوم ایسے راستہ سے تعبیر ہے جو پانی کی طرف لے جاتا ہے اور پانی کا

(1) الجاثیہ، 18:45

(2) ابن اثیر ، م۔ن ، ص 231/2

(3) ابو السعود، تفسیر بحاشیہ فخر الدین رازی ص 158/3

استعمال ظاہری نظافت وطہارت کا باعث بنتا ہے جبکہ اصطلاحی مفہوم تعمیل احکام کے ذریعہ دین کی طرف لے جاتا ہے جس سے باطنی طہارت کا اہتمام ہوتا ہے۔(1)

دوسری بحث مقاصد شریعت کا مفہوم

i مقصد کا مفہوم

انسان کا ہر ارادی عمل کسی نہ کسی مقصد کے حصول کیلئے ہوتا ہے، جو اُس عمل کا نتیجہ ہوتا ہے، امام شاطبی لکھتے ہیں۔

"ان کل فاعل عاقل مختار انما یقصد بعملہ غرضا من الاغراض حسنا کان او قبیحا، مطلوب الفعل او الترک او غیر مطلوب شرعا "(2)

یعنی ہر عاقل ومختار انسان اپنے عمل سے کسی نہ کسی غرض کا ارادہ رکھتا ہے خواہ وہ غرض اچھی ہو یا بری، خواہ اسے اختیار کرنا یا چھوڑنا شرعا مطلوب ہو یا مطلوب نہ ہو۔

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

لغت میں غرض، ہدف اور مقصد کا ایک ہی مفہوم لیا جاتا ہے اور وہ ہے بلند و بالا اور نمایاں چیز ہدف کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"کل مرتفع عظیم من بناء او کثیب رمل او جبل و یطلق علی الغرض و جمعہ اھداف کما لغرض اغراض "(3)

لغت میں ہدف کے معنی بلند و بالا چیز کے ہیں خواہ وہ کوئی بلند عمارت ہو یا ریت کا ٹیلہ یا پہاڑ اور ہدف کا اطلاق غرض پر بھی ہوتا ہے، ہدف کی جمع اہداف ہے جیسے غرض کی جمع اغراض ہے۔

---

(1) المفردات فی غریب القرآن ص259

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص249/2

(3) فیروز آبادی ،القاموس المحیط ص206/3

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

شریعت کی اصطلاح میں مقصد سے مراد وہ امر ہے کہ شارع نے جس کی حفاظت کو بندوں کیلئے لازم قرار دیا ہو، امام شاطبی فرماتے ہیں۔

"تکالیف الشریعۃ ترجع الی حفظ مقاصدھا فی الخلق" (1)

تکلیف شریعہ کے تمام احکام شارع کے مخلوق سے متعلق مقاصد کی حفاظت پر مبنی ہیں۔

الشیخ محمد طاہر بن عاشور (2)

شیخ ابن عاشور نے شریعت اسلامیہ کے وصف اعظم "فطرت" کو مقاصدِ شریعہ کی بنیاد قرار دیا ہے (3) اور مقاصد شریعہ کی تعریف کو عامہ اور خاصہ کی تقسیم میں ظاہر کیا ہے۔

مقاصد عامہ: شریعت کے مقاصد عامہ سے مراد ایسے اسرار و حِکم ہیں جو تمام اُمور تشریعیہ میں شارع کو مطلوب ہوتے ہیں، اُن اسرار و حِکم کا تعلق کسی خاص حکم سے نہیں بلکہ شریعت کے جملہ احکام سے ہوتا ہے۔ شریعت کے وہ معانی اور حکمتیں جو جملہ احکامِ شریعت میں موجود نہ ہوں البتہ اکثر احکام میں موجود ہوں تو وہ بھی مقاصدِ عامہ میں شامل ہیں (4)

مقاصد عامہ کی مثال: جلبِ منفعت، دفعِ مضرت، لوگوں میں مساوات کا قیام، نظام عالم کی حفاظت جو مقاصد شریعت کے تمام ابواب میں موجود ہوں گے وہ مقاصد زیادہ اہمیت کے حامل ہوں گے بہ نسبت اُن مقاصد کے جو کہ شریعت کے تمام ابواب میں موجود نہ ہوں گے۔

مقاصد خاصہ: مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ کی القسم الثالث کی بحث المقاصد والوسائل میں مقاصدِ خاصہ کی تعریف اس طرح مرقوم ہے۔

---

(1) الشاطبی، الموافقات، المجلد الاول ص 7/2

(2) محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن محمد الشاذلی بن عاشور تونسی۔ آپ 1296ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم شرعیہ، لغویہ وادبیہ اور تاریخیہ میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی معروف تالیفات "التحریر والتنویر فی تفسیر القرآن الکریم (30 جلدیں) اور "مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ" شامل ہیں۔ آپ نے 1494ھ بمطابق 1973ء میں وفات پائی (محمد محفوظ، تراجم المؤلفین التونسیین ص304/3)

(3) ابن عاشور، مـرـن، ص56

(4) ابن عاشور، مـرـن، ص50

"وهی الکیفیات المقصودة للشارع لتحقیق مقاصد النأس النافعة او لحفظ مصالحهم العامه فی تصرفا تهم الخاصه "(1)

یعنی مقاصد خاصہ ایسی کیفیات کو کہا جاتا ہے جو شارع کو لوگوں کے مقاصد نافعہ کی تحقیق یا لوگوں کے تصرفات خاصہ میں مضمر عمومی مصلحتوں کی حفاظت کیلئے مطلوب ہوں۔

مثلاً عقد نکاح کے ذریعہ گھریلو اور خاندانی نظام کو قائم کرنا۔

ابو اِسحاق الشاطبی

"المقصد الشرعی من وضع الشریعة اخراج المکلف عن داعیة هواه حتی یکون عبدا لله اختیاراً کما هو عبد الله اضطراراً"(2)

یعنی شریعت کا مقصد مکلّف کو اُسکی خواہشات کے تقاضوں سے نکالنا ہے تا کہ وہ جس طرح اللہ کا (اس وقت) اضطراری بندہ ہے اسی طرح اختیاری بندہ بن جائے۔

ii مقاصد الشریعہ کی اہمیت

مقصدیت انسانی زندگی کا وہ پہلو ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگیوں پر یکساں محیط ہے۔ حصول مقصد کیلئے کوشاں ہونا یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اسلام فطری دین ہونے کی وجہ سے انسان کے انفرادی اور اجتماعی نظامِ حیات میں اس طبعی خصوصیت کو نظر انداز نہیں کرتا ہے بلکہ پوری مطابقت رکھتا ہے۔ چنانچہ تکالیف شریعہ کے استقراء سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام کا قانونی نظام مقصدیت کا ضامن ہے۔ اسلامی نظریات کے فلاسفہ نے اسلامی ضابطوں کو مقصدیت کا حامل قرار دیا ہے۔

---

(1) ابن عاشور ، م۔ن، ص54

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص128/2

﴿الف﴾ علامہ آمدیؒ(1)

1 "ان الاحکام انما شرعت لمقاصد العباد" (2)

شرعی احکام بندوں سے متعلق مقاصد کی تکمیل کیلئے وضع کئے گئے ہیں۔

2 "ان شرع الاحکام لم یکن مطلوبا لذاته بل لما یفضی الیه من مقاصد العباد "(3)

دینی احکام کی مشروعیت بالذات مقصود نہیں ہے بلکہ بندوں سے متعلق شرعی مقاصد کے حصول کیلئے مشروع ہے۔

﴿ب﴾ امام شاطبیؒ

1 " تکالیف الشریعه ترجع الی حفظ مقاصدها فی الخلق"(4)

شریعت اسلام کے تمام احکام (شارع کے مخلوق سے متعلق) مقاصد کی حفاظت کی رعایت کے ضامن ہیں۔

2 "ان الاعمال الشریعه لیست مقصودة لا نفسها و انما قصد بها امور اخر هی معانیها ، وهی المصالح التی شرعت لاجلها" (5)

احکام شریعت بالذات مقصود نہیں ہیں بلکہ ان کے ذریعہ کچھ دوسرے امور و معانی مقصود ہیں اور وہ دینی مصلحتیں ہیں کہ جن کی خاطر احکام شریعہ کو وضع کیا گیا۔

---

(1) سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی التغلبی الآمدی، روم کی آبادی کے قریب دیار بکر میں آمد نامی ایک بڑے شہر میں 551ھ میں پیدا ہوئے، آپ صاحب تالیفات ہیں شروع میں حنبلی مذہب کے مطابق تھے بعد میں شافعی مسلک کو اختیار کر لیا۔ 661ھ میں وفات پائی۔ (الاسنوی ، طبقات الشافعیه ، ص 73/1)

(2) الآمدی ، الاحکام ص 411/3

(3) الآمدی ، م ـ ن، ص 411/3

(4) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص 7/2

(5) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص 241/2(مفہوم)

iii مقاصد شریعہ کا اثبات

اسلام کے دین فطرت ہونے کا تقاضا ہے کہ یہ زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہو، مصالح حیات کا ضامن ہو جدید تقاضوں اور انفرادی واجتماعی ضروریات کو پورا کرتا ہو اور اس کے اصول نہ صرف یہ کہ عقل کی کسوٹی پر پورا اترتے ہوں بلکہ عقل کی راہنمائی کرتے ہوں۔

اُمور تکلیفیہ خواہ اوامر ہوں یا نواہی ہمیشہ مصلحتوں کے نقیب ہوتے ہیں ان میں شرعی مقاصد موجود ہوتے ہیں۔ قرآن وسنت میں بعض اوقات تو مقاصد کا ذکر بھی ساتھ ہی کر دیا جاتا ہے مگر بعض اوقات ایسا نہیں بھی ہوتا۔ ایسی صورت میں اصولیین مقاصد شریعہ کا کھوج لگاتے ہیں تاہم یہ بات مسلم ہے کہ شریعہ کے ہر عمل میں مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ کارخانہ قدرت کی کوئی بھی مصنوع لغو پیدا نہیں کی گئی بلکہ اُس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً آسمان وزمین کی پیدائش ہی کو لیجئے اللہ تعالیٰ نے اسے بامقصد قرار دیا ہے۔

{وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ} (1)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے۔

{مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ} (2)

یعنی ارض وسماوات اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے ہم نے اسے فضول پیدا نہیں کیا (بلکہ) ہم نے تو انہیں بامقصد قرار دیا ہے

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

{اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا} (3)

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کر دیا ہے

---

(1) الانبیاء: 16:21

(2) الاحقاف: 3:46

(3) المومنون: 115:23

مندرجہ ذیل حوالوں سے اثبات مقصد پایا جاتا ہے۔

﴿الف﴾ تخلیقِ انسان

1 اَللہ کی بندگی اختیار کرنا

{وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ} (1)

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسلئے پیدا کیا تا کہ وہ (میری) عبادت کریں۔

2 آزمائش کرنا

{اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا }(2)

اللہ کی ذات وہ ہے جس نے موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے بہتر عمل کس کا ہے۔

﴿ب﴾ اِرسال رُسل

1 قیام حجت سے استخلاص

{رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُل}(3)

رسول جو خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تھے (اس لئے بھیجے گئے) تا کہ (اُن) پیغمبروں (کے آجانے) کے بعد لوگوں کیلئے اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے۔

2 مرکز مہر و وفا کی نشاندہی

{وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ }(4)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر

---

(1) الذاریات :56:51

(2) الملك : 2:67

(3) النساء: 165:4

(4) الانبیاء : 10:21

﴿ج﴾ اِنزال کتب

1 مادی اور روحانی بیماریوں کا علاج

{یٰاَیُّهَاالنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ} (1)

''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آ گئی اور یہ دلوں کو شفاء بخشتی ہے اور اہل ایمان کیلئے یہ ہدایت وراہنمائی ہے۔

2 توسیع بصیرت کا ذریعہ

{هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ}(2)

''یہ انسانوں کیلئے بصیرت کی روشنیاں ہیں اور یقین کرنے والوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے''

iv تکالیف شریعہ

﴿الف﴾ توازن قائم کرنا

{اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ} (3)

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے''

آیت مذکور زندگی کی ہر حرکت وسکنت پر محیط ہے اور زندگی کے ہر پہلو کو متوازن رکھنے کا حکم دینے میں اصل ہے بعض تکالیف شریعہ کے مقاصد کو خود رب ذوالجلال نے ہی واضح کر دیا ہے۔ یہ مقاصد دراصل مقاصد شریعہ کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں مگر عرف میں انہیں مقاصد ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

---

(1) یونس :57:10

(2) الجاثیہ :20:45

(3) النحل 90:16

﴿ب﴾ مقصد صلوۃ منکرات سے احتراز ہے

{اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ}(1)

''بے شک نماز برائیوں سے منع کرتی ہے''

﴿ج﴾ مقصد صیام تقویٰ کا حصول ہے

{کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ }(2)

''تمہارے اوپر روزے اسی طرح فرض کئے گئے جس طرح پہلے لوگوں پر فرض تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ''

﴿د﴾ مقصدِ قصاص رونقِ حیات اور تقویٰ کو برقرار کرنا ہے

{وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیَاۃٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ} (3)

''اے عقل والو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے (اور یہ عمل اس لئے ہے) تا کہ تم متقی بن جاؤ''

﴿ھ﴾ مقصدِ اجتناب شراب وجوا شیطانی دسترس سے دور رہنا ہے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے شراب اور جوا سے اجتناب کا حکم دینے کے بعد فرمایا۔

{اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ }(4)

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے''

ابن عاشور نے تو واضح کر دیا ہے کہ شریعت کا ہر حکم حامل مقصد ہے۔

''ان احکامہا ترمی الی مقاصد مُرادۃ لمشر عہا الحکیم تعالیٰ''(5)

نجم الدین طوفی نے صراحت کی ہے۔

---

(1) العنکبوت 45:29

(2) البقرہ 183:2

(3) البقرہ 179:2

(4) المائدہ 91:5

(5) ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ، ص 9

"وبالجملة فما من آية من كتاب الله عز و جل الاوهى تشتمل على مصلحه او مصالح و نحوه فى السنة كثير لا نها بيان الكتاب و قد بينا اشتمال كل آية منه على مصلحة والبيان على وفق المبين"(1)

یعنی فی الجملہ قرآن حکیم کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو مصلحت یا مصالح پر مشتمل نہ ہو یہی حال سنت کا بھی ہے کیوں کہ وہ کتاب اللہ کا بیان ہے اور بیان ہمیشہ مبین کے موافق ہوتا ہے۔

علامہ عزالدین بن عبدالسلام رقمطراز ہیں۔

"والشريعة كلها مصالح :اما تدرء مفاسد او تجلب مصالح "(2)

یعنی شریعت کا ہر حکم مصلحت پر مبنی ہے شریعت یا تو نقصان کو ختم کرتی ہے یا فائدہ فراہم کرتی ہے۔

v مقصد اور حکمت کا ترادف

لفظ حکمت مقصدِ شارع کے مترادف استعمال کیا جاتا ہے۔ جب شارع کے مقصود کو واضح کرنا ہوتا ہے تو یوں کہا جاتا ہے کہ "یہ شارع کا مقصود" یا "بیانِ شارع کی حکمت یہ ہے"

ابن فرحون نے قضاء کے مقاصد کو "واما حكمته" کے الفاظ سے بیان کیا ہے(3)

"یعنی قضاء کی حکمت (مقصد) حرج کو دور کرنا، مظالم کو ختم کرنا، مظلوم کی مدد کرنا جھگڑوں کو دور، اچھے کاموں کی ترویج اور برے کاموں کو روکنا ہے"

شیخ بدران ابوالعینین بدران احکام کے مقصود اور حکمت کے ترادف کی وضاحت بیان کرتے ہیں۔

"على ان جمهور الفقهاء كانوا يذهبون على اجتهاداتهم الى ان ما شرعه الله من احكام لم يشرعه الله الا لمصلحة جلب منفعة لهم او دفع مضرة

(1) الطوفى ، شرح الاربعين مشموله المصلحة فى الشريع الاسلامى، ص2/5

(2) عز الدين بن عبد السلام ، قواعد الاحكام ، ص11/1

(3) ابن فرحون ، تبصرة الحكام فى اصول الاقضيه و مناهج الحكام ، ص8/1

عنهم فلهذا كانت تلك المصلحة هي الغاية المقصودة من التشريع وتسمى حكمة"(1)

''یعنی جمہور علماء اپنے اجتہادات میں اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام جاری فرمائے ہیں وہ کوئی نہ کوئی مصلحت (انسانوں کیلئے طلب نفع اور رفع ضرر) رکھتے ہیں۔اسی وجہ سے اُس مصلحت کو تشریعی احکام میں ''غایۃ مقصودہ'' کہا جاتا ہے اور اسے ''حکمت'' بھی کہتے ہیں۔

vi مقصد اور معنی وحکمت ومصالح کا ترادف

لفظ ''معنی'' بھی ''مقصد'' کے مترادف شمار کیا جاتا ہے۔شیخ ابن عاشور نے تشریعی مقاصد عامہ کی وضاحت کرتے ہوئے ''مقصد'' کو ''معنی'' اور ''حکمت'' قرار دیا ہے۔''مقاصد التشريع العامة هي المعاني والحكم ۔۔۔۔۔''(2)

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معانی کو مقاصد کے مترادف قرار دیا ہے۔

"الاعمال الشريعة ليست مقصودة لانفسها ، وانما قصد بها امور اخرىٰ هي معانيها و هي المصالح التي شرعت لاجلها"(3)

یعنی احکام شرعیہ بذاتہ مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان سے دوسرے اُمور مقصود ہوتے ہیں اور وہ احکامِ شریعہ کے معانی ہیں جنہیں مصالح بھی کہا جاتا ہے۔

(1) بدران ابوالعينين بدران ، ادلة التشريع المتعارضه ووجوه الترجيح بينها ص242

(2) ابن عاشور ، مقاصد الشريعه الاسلاميه ، ص50

(3) الشاطبي ، الموافقات ،المجلد الاول ص241/2

تیسری بحث مصلحت کا مفہوم ومقام

i مصلحت کا مفہوم

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

"المصلحة الصلاح والنفع و صلح صلاحاً وصلوحاً ، زال عنه الفساد و صلح الشی کان نافعاً او مناسباً ، واصلح فی امرہ اتی بما هو صالح نافع واصلح الشئ ازال فسادہ واستصلح الشیء تهیأ للصلاح "(1)

یعنی مصلحت کا مفہوم صلاح اور نفع ہے (اس لفظ کا معنوی اشتراک کے ساتھ استعمال کئی مواقع پر ہوتا ہے)

1۔ جب فساد زائل ہوجائے تو کہا جاتا ہے "صلح صلاحا و صلوحا "

2۔ جب کوئی شی نافع اور مناسب ہوتو کہا جاتا ہے" وصلح الشی "

3۔ جب کوئی شخص ایسا کام کرے جو صالح اور نفع بخش ہوتو کہا جاتا ہے " واصلح فی امرہ "

4۔ جب کوئی شخص فساد کو زائل کردے تو اُس شخص کی بابت کہا جاتا ہے" واصلح الشئ "

5۔ جب کوئی شخص فساد کو زائل کرنا اور درستگی کو حاصل کرنا چاہتا ہو تو کہا جاتا ہے" واستصلح الشئ "

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

مصلحت کا اطلاق تین مفاہیم پر ہوتا ہے اور ان تینوں مفاہیم میں باوجود ان کی الگ الگ حیثیتوں کے ایک جوہری اشتراک موجود ہے

1۔ مصلحت کا فقہی مفہوم

احکام تکلیفیہ جو کہ شرعی مصالح اور مقاصد کی تحقیق وتکمیل کا ذریعہ بنتے ہیں انہیں مصلحت کہا جاتا ہے۔

(1) الطبرانی ،المعجم الوسیط ، ص 522/1

2۔ مصلحت کا اُصولی مفہوم

وہ وصفِ مناسب کہ جس کے ذریعہ مصلحت کا حصول اس طرح متوقع ہو کہ اُس وصف مناسب اور اُس پر مرتبہ مصلحت کے مابین ایک عقلی ربط موجود ہو اُس وصف مناسب کو (بھی) مصلحت کہتے ہیں۔

3۔ مصلحت کا غایتی مفہوم

وہ مسبب بھلائی اور منفعت جو کسی فعل پر بطور نتیجہ مرتب ہو اُسے مصلحت کہتے ہیں۔

غرض یہ کہ مصلحت کا اصولی اطلاق ''علت حکم'' پر ہوتا ہے۔

فقہی اطلاق ''حکم شرعی'' پر ہوتا ہے۔

غایتی اطلاق ''مقصد شریعت'' پر ہوتا ہے۔

مذکورہ اطلاقات سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت سراسر مصلحت ہیں اس کے احکام، علتیں اور نتائج سبھی مصلحت قرار پاتے ہیں۔ مصلحت کا غایتی مفہوم فقہی اور اصولی تعریفات پر غالب نظر آتا ہے۔ ذیل میں مصلحت کے مفہوم کو فقہی، اصولی اور غایتی اعتبارات سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

﴿ج﴾ مصلحت کا مفہوم علماء اِسلام کی نظر میں

1۔ امام غزالیؒ

''نعنی بالمصلحة المحافظة على مقصود الشرع ، و مقصود الشرع من الخلق خمسة وهو ان يحفظ عليهم دينهم و نفسهم و عقلهم ونسلهم وما لهم فكل ما يتضمن حفظ هذه الاصول الخمسة فهو مصلحه ، وكل ما يفوت هذه الاصول فهو مفسدة ودفعها مصلحة واذا اطلقنا المعنى المخيل اوالمناسب فى باب القياس اردنا به هذا الجنس ''(1)

یعنی مصلحت سے ہماری مراد مقاصد شریعت کی حفاظت ہے۔ اور مخلوق کے حوالہ سے مقاصد شرع

(1) الغزالى ، المستصفىٰ ، ص 1/285-286

الغزالى ، شفاء العليل ، ص102

پانچ ہیں دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت۔ اور ہر وہ شی جو ان پانچ امور کی حفاظت کرے اُسے مصلحت کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جو ان مصالح کے تضیع وتفویت کا باعث بنے اُسے مفسدہ کہتے ہیں اور اس مفسدہ کو ختم کرنا مصلحت کہلاتا ہے۔ جب ہم قیاس کے باب میں معنی مخیل یا معنی مناسب کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری مراد اس سے یہی مصلحت ہوتی ہے۔

2۔الشوکانی

" المراد بالمصلحة المحافظة على مقصود الشرع بدفع المفاسد عن الخلق"(1)

یعنی مصلحت سے مراد مخلوق سے مفاسد کو دور کر کے مقاصد شریعہ کی حفاظت کرنا ہے۔

3۔البوطی

" المنفعة التي قصدها الشارع الحكيم لعباده من حفظ دينهم و نفوسهم وعقولهم ونسلهم واموالهم طبق ترتيب معين فيما بينهما"(2)

یعنی (مصلحت سے مراد) وہ منفعت ہے جو شارع حکیم کو اپنے بندوں کے دین، نفوس، عقول، نسل، اور اموال کی ایک معین ترتیب سے حفاظت کے ذریعہ مقصود ہے۔

4۔الشاطبی

" مصالح الدين والدنيا مبنية على المحافظة على الامور الخمسة"(3)

یعنی دین اور دنیا کے مصالح اُمور خمسہ (دین، نفس، نسل، عقل، مال) کی حفاظت پر مبنی ہیں۔

---

(1) الشوكاني ، ارشاد الفحول ، ص242

(2) البوطي ، ضوابط المصلحة في الشريعة الاسلاميه ، ص23

(3) الشاطبي ، الموافقات ،المجلد الاول ص13/2

5۔عز بن عبدالسلام

شیخ عز بن عبدالسلام نے متعدد مقامات پر مختلف عبارتوں کے ساتھ ''مصلحت'' کا استعمال کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

5.1 " المصالح اربعة انواع :اللذات ،و اسبابها والافراح واسبابها و المفاسد اربعة انواع الآلام واسبابها والغموم واسبابها"(1)

یعنی مصالح کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: لذتیں دوسری قسم: لذتوں کے اسباب

تیسری قسم: فرحتیں چوتھی قسم: فرحتوں کے اسباب

مفاسد کی بھی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: مصیبتیں دوسری قسم: مصیبتوں کے اسباب

تیسری قسم: غم چوتھی قسم: غموں کے اسباب

5.2 مصالح کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: حقیقی اور یہ لذتوں اور فرحتوں سے تعبیر ہے۔

دوسری قسم: مجازی اور لذات وافراح کے اسباب سے معنون ہے۔۔۔۔

لذتوں کے اسباب کو مصالح کہنا یہ "تسمية السبب باسم المسبب" کے قبیلہ سے ہے(2)

5.3 " ويعبر عن المصالح والمفاسد بالخير والشر ، والنفع والضرر ، والحسنات والسيآت لان المصالح كلها خيور نافعات حسنات والمفاسد باشرها شرور مضرات سيأت وقد غلب في القرآن استعمال الحسنات في المصالح والسيأت في المفاسد "(3)

یعنی مصالح اور مفاسد کو خیر وشر، نفع ونقصان، حسنات وسیآت سے تعبیر کیا جاتا ہے کیوں کہ تمام

(1) عز بن عبد السلام ، قواعد الاحكام ص 12/1

(2) عز بن عبد السلام ، م ن ، ص 14/1

(3) عز بن عبد السلام ، م ن ، ص 10/1

مصلحتیں خیر، نفع اور حسنات ہیں جبکہ تمام مفاسد شر، نقصان، سیئات ہیں قرآن حکیم میں مصالح میں حسنات اور مفاسد میں سیّات کا استعمال بکثرت ہے۔

﴿د﴾ تعریفات مصلحت کا خلاصہ

1۔ مصلحت کے دو اطلاق ہیں

اطلاق مجازی، اطلاق حقیقی

جن اعمال سے نفع میسر آئے اُن اعمال کو مصلحت کہنا مجاز ہے۔۔اور بذاتہ نفع کو مصلحت کہنا حقیقت ہے۔مثلاً جہاد کرنے والے کو مالِ غنیمت ملتا ہے جہاد کرنا ایک عمل ہے اسے مصلحت کہنا مجاز ہے اور اس عمل جہاد پر مجاہد کو مال غنیمت کی صورت میں ملنے والے نفع کو مصلحت کہنا حقیقت ہے۔مصلحت کا استعمال اس کے حقیقی معنی میں کرنا ہی مناسب ہے کیوں کہ افعالِ مکلفین سے محض ان کے افعال مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان افعال کے منافع اور نتائج مطلوب ہوتے ہیں۔

2۔ مصلحت اُسے کہتے ہیں جو نفع کو سمیٹ کر عامل کے دامن میں ڈال دے اور نقصان کو دور کر دے۔مثلاً روزہ رکھنے والے کو تقویٰ میسر آتا ہے روزہ رکھنا ایک عمل ہے اس عمل سے انسان کو میسر آنے والے تقویٰ کو روزہ کی مصلحت کہیں گے کیوں کہ یہ (تقویٰ جسے مصلحت کہا گیا ہے) بہت سے ثمرات انسان کو دے دیتا ہے۔(جیسے خدا خوفی، لوگوں سے حسن سلوک، اخلاص، صبر و شکر کے جذبات وغیرہ) اور بہت سے مفاسد کو دور کر دیتا ہے (مثلاً تکبر، ریا، ظلم و ستم، شرک وغیرہ)

3۔ شرعی مصلحت وہ قرار پائے گی جو شارع کے ارادہ کی آئینہ دار ہو نہ کہ مکلّف کے ارادہ کی پاسداری کر رہی ہو۔کیوں کہ لوگوں کی خواہشات پر اگر مصالح کی تعبیر کی جانے لگے تو نظام حیات مختل ہو کر رہ جائے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَوِاتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ }(1)

اور اگر حق انسانوں کی خواہشات کے تابع ہوتا تو آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔

(1) المومنون، 71:23

مثلاً چور کا ہاتھ کاٹ دینا، قاتل کو قتل کر دینا، شرابی کو کوڑے مارنا ان اعمال کے نتیجہ میں جو مصلحت سامنے آتی ہے وہ زجر وتوبیخ اور اصلاح معاشرہ ہے جو کہ حفاظتِ مال و جان اور عقل تک نتیجہ دیتی ہے یہ شرعی مصلحت ہے کیونکہ شارع کا مقصد یہی ہے۔

4۔ مصالح شریعہ کا مقاصد خمسہ (حفاظت دین، نفس، نسل، عقل اور مال) سے اتصال ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی شرعی مصلحت پائی جائے گی جلد ہی یا کچھ دیر کے بعد نکلنے والا نتیجہ مقاصد خمسہ/ مقاصدِ شریعہ کی حفاظت کی صورت میں ہوگا غرض یہ کہ شرعی ضابطوں کے مطابق کئے گئے کسی فعل پر جو اثر مرتب ہوتا ہے وہ اثر دارین کی سعادتیں سمیٹنے کیلئے مقاصد شریعہ تک لے جائے اُسے مصلحت کہتے ہیں مثلاً بیع، بائع اور مشتری کا عمل ہے اس عمل بیع پر ایک اثر/ وصف مرتب ہو رہا ہے اور وہ ہے ملکیتِ ثمن کا بائع کی طرف منتقل ہو جانا اور سامان کا مشتری کی طرف منتقل ہو جانا۔۔۔اسے مصلحت کہیں گے اور یہ مصلحت مقصد شرعی یعنی حفاظت مال کی طرف لے جاتی ہے۔

5۔ اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام کے جملہ احکام فطرت کی حفاظت کیلئے وضع کئے گئے ہیں، احکام کو اسباب سے تعبیر کیا جاتا ہے جبکہ ان احکام کے نتائج کو مسببات کہا جاتا ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ مطلوب اسباب نہیں بلکہ مسببات ہوتے ہیں۔ امام شاطبی رقمطراز ہیں۔

''وضع الاسباب یستلزم قصد الشارع الی المسببات والدلیل علی ذلك اُمور: منها ان احکام الشریعة انما شرعت لجلب المصالح او درء المفاسد و هی مسبباتها قطعاً فاذا کنا نعلم ان الاسباب انما شرعت لاجل المسببات لزم من القصد الی الاسباب القصد الی المسببات''(1)

یعنی احکام شریعہ کو بطور اسباب کے وضع کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شارع ان اسباب کے مسببات کا اعتبار کرتا ہے اس کے متعدد دلائل ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے

(1) الشاطبی، الموافقات، المجلد الاول ص 142/1

احکام جلبِ مصالح اور دفع مفاسد کیلئے وضع کئے گئے ہیں جو ان احکام کے مسببات (نتائج) کی حیثیت رکھتے ہیں پس جب ہمیں یہ معلوم ہے کہ اسباب کی مشروعیت مسببات کی خاطر ہوتی ہے اسباب واحکام کا قصد اصل میں مسببات کے اعتبار سے ہے۔

علامہ شاطبی اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

'' ان المسببات لو لم تقصد بالاسباب لم یکن وضعها علی انها اسباب لکنها فرضت کذلك فهی ولا بد موضوعة علی انهما اسباب ولا تکون اسبابا الا لمسببات ''(1)

یعنی اگر اسباب کو اختیار کرنے سے مسببات مقصود نہ ہوں پھر تو اسباب کو اسباب کہنا بھی درست نہ ہوگا (جو کہ خلاف واقع ہے) کیوں کہ ان احکام کا اسباب ہونا تو تسلیم کیا جا چکا ہے۔ تو اسباب کی موجودگی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ان کے مسببات ضرور ہوں۔

ii مصلحت ومقصد کا ارتباط

مفہومِ مصلحت کے ضمن میں بیان کی گئیں تعریفات سے معلوم ہو گیا کہ مصلحت اور مقصد کا تعلق لازم وملزوم کا تعلق ہے مصلحت کے بغیر مقصد تک پہنچا نہیں جا سکتا اسی طرح جہاں مقصد کی حفاظت موجود ہوگی وہاں مصلحت کی موجودگی لازمی امر ہے مندرجہ ذیل تصریحات سے مصالح اور مقاصد کے ارتباط کی مزید وضاحت بخوبی ہو جاتی ہے۔

امام شاطبیؒ لکھتے ہیں۔ '' ثبت ان الشارع قد قصد بالتشریع اقامة المصالح الاخرویة والدنیویة ''(2)

یعنی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شرعی احکام دینے سے شارع کا مقصد بندوں کے اخروی اور دنیوی مصالح کا قیام ہے۔

---

(1) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص 142/1

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص 28/2

امام غزالی رقمطراز ہیں۔

"امـا الـمـصلحة فهي عبارة في الاصل عن جلب منفعة او دفع مضرة ونعني به ذالك فان جلب الـمـنـفـعة و دفع المضرة من مقاصد الخلق و صلاح الخلق في تحصيل مقاصدهم لكنا نعني بالمصلحة المحافظة على مقصود الشرع "(1)

یعنی مصلحت دراصل (لغوی اعتبار سے) جلب منفعت اور دفع مضرت سے تعبیر ہے لیکن ہمارے پیش نظر اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کیوں کہ حصول منفعت اور ازالہ مضرت تو مقاصدِ مخلوق میں سے ہیں ، اور مخلوق کی صلاح ان کے مقاصد کی تحصیل میں ہے لیکن اصطلاح شریعت میں مصلحت سے ہماری مراد مقاصد شریعہ کی حفاظت ہے۔

مزید لکھتے ہیں۔

" ان الشـارع قد قصد بالتشريع اقامة المصالح الاخرويه والدنيويه على وجه لا يختل لها بـه نـظـام لا بحسب الكل ولا بحسب الجزء وسواء في ذلك ما كان في قبيل الضروريات اوالحاجيات او التحسينيات۔۔۔۔۔۔ "(2)

یعنی شرعی احکام دینے سے شارع کا مقصد (مقاصد شریعہ) بندوں سے متعلق دنیا و آخرت کی مصالح کو اس طرح قائم کرنا ہے کہ ضروریات، حاجیات، تحسینیات پر مشتمل مصلحی نظام میں کلی یا جزوی طور پر کہیں کوئی خلل نہ آئے۔

(1) الغزالی، المستصفیٰ ص 286/1

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص2 / 28، 29

چوتھی بحث مصالح کی تقسیم

i تقسیم مصلحت باعتبار شارع

مصلحت کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کے لئے جو شہادت مطلوب ہوتی ہے اس کی نوعیت کے مختلف ہونے کے بہ سبب مصلحت کی بھی متعدد اقسام ہیں، شارع کے اعتبار سے مصلحت کی تقسیم اُن متعدد اقسام میں سے ایک ہے۔

دراصل یہ تقسیم اُس وصف کی ہے جسے علت قرار دیا جاتا ہے اور علت وہ ظاہری امر ہوتا ہے جو مصلحت مقصودہ (جو اُس حکم میں جلب منفعت اور دفع مضرت کی صورت میں اُس حکم کا اصل مقصود ہوتی ہے) کی مؤثر نشاندہی کرتا ہے اس شدید باہمی ارتباط کی وجہ سے وصفِ علت کی تقسیم کو مصلحت کی تقسیم ہی قرار دیا جاتا ہے۔

مثلاً سفر یا مرض کی حالت میں روزے افطار کر لینا یہ شریعت کی طرف سے رخصت ہے۔ افطارِ صوم ایک حکم ہے اس حکم کی علت سفر اور مرض ہیں، اور اس حکم (افطار) کی حکمت و مصلحت دفعِ حرج ہے (اس مثال میں وصف علت یعنی سفر اور مرض مصلحتِ مقصودہ یعنی ''دفع حرج'' کی مؤثر نشاندہی کرتی ہے۔ وصفِ علت کی چند متفق علیہ شرائط رقم کی جاتی ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ وصف ظاہر و محسوس ہو مثلاً شریعت کا حکم ہے کہ ''خمر حرام ہے'' خمر کا حرام ہونا ایک حکم ہے، اس حکم کی علت اِسکار ہے اور اس حکم کی مصلحت و حکمت حفاظت عقل ہے۔ اسکار یعنی نشہ پیدا کرنے والا ہونا یہ ایسا وصف ظاہر و محسوس ہے کہ کسی دوسرے مشروب میں بھی نشہ کی موجودگی کا احساس بآسانی ہوسکتا ہے اور پھر اُس پر حرمت کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وصف منضبط ہو، وصف میں انضباط کا مطلب یہ ہے کہ وصف متعین اور محدود ہوتا کہ فرع میں مکمل طور پر یا معمولی فرق کے ساتھ متحقق ہوسکے اور پھر فرع پر اصل کا حکم لگایا جاسکے۔ مثلاً حرمت خمر میں وصف علت ''اسکار'' ہے اس میں انضباط موجود ہے کہ جہاں کہیں

بھی نشہ پایا جائے گا حرمت کا حکم نافذ کر دیا جائے گا۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ اصل حکم اور وصف علت کے درمیان مناسبت اور ہم آہنگی موجود ہو مناسبت کا مطلب یہ ہے کہ نص میں موجود وصف میں مصلحت و حکمت کو بروئے کار لانے کی صلاحیت موجود ہو۔ یعنی وہ ایسا وصف ہو کہ اگر حکم کو اس کے وجود و عدم کے ساتھ مربوط کیا جائے تو جلب منفعت اور دفع مضرت میسر آئے۔

چوتھی شرط: یہ ہے کہ جس وصف کو علت قرار دیا جائے وہ ایسا ہو کہ اصل کے علاوہ دوسری صورتوں میں بھی پایا جائے۔ جو وصف علت بنتی ہے اور مصلحت مقصودہ کی مؤثر نشاندہی کرتی ہے شارع کی نظر میں اُس وصف کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں اور یہی تین قسمیں مصلحت کی قرار پائیں گی کیونکہ اُس وصف (علت) اور مصلحت کا ارتباط خاص ہے

مؤقر علماء اصول نے مصلحت کی اس تقسیم کی تائید کی ہے (1)

الف۔ **مصلحت معتبرہ**

1۔ مصلحت مؤثرہ　　2۔ مصلحت ملائمہ

ب۔ **مصلحت مردودہ**

1۔ مصلحت ملغاۃ　　2۔ مصلحت غریبہ

ج۔ **مصلحت مرسلہ**

مندرجہ بالا مصالح کی تعریفات حسب ذیل ہیں۔

مصلحت معتبرہ: مصلحتِ معتبرہ اُس مصلحت کو کہتے ہیں جس کا معتبر ہونا شرعی دلائل و قواعد سے ثابت ہو۔

مصلحت مؤثرہ: مصلحتِ معتبرہ کی پہلی قسم مصلحت مؤثرہ دراصل اُس وصف کو کہتے ہیں کہ نص یا اجماع سے اُس وصف کا علت ہونا ثابت ہو مثلاً حرمتِ خمر کی علت ''اِسکار'' کو قرار دیا گیا ہے، اور''

(1) محمد الشلبی، تعلیل الاحکام، ص285

اسکار'' کوعلت حضور ﷺ نے اس ارشاد گرمی سے دیا ہے(کل مسکر خمر و کل خمر حرام)(1) یعنی ہر نشہ آور شے خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

شارع نے بچپن (صغرسنی) کو بڑوں کیلئے مالی ولایت کے ثبوت کا سبب قرار دیا ہے۔

{ وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ }(2)

یعنی یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کرنے کی عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم اُن کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال اُن کے حوالہ کردو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نابالغ یتیم کے مال پر اس کے ولی کی ولایت ثابت ہے اس طرح بچے کی نابالغی مصلحتِ معتبرہ کی قسم ''مؤثرہ'' ہے کیوں کہ نابالغ کے اموال میں ولی قریب کا والی ہونا نص مذکور سے معلوم ہو چکا ہے۔

مصلحت ملائمہ: مصلحت، معتبرہ کی دوسری قسم مصلحتِ ملائمہ دراصل اُس وصف کو کہتے ہیں کہ جس کی بابت نص یا اجماع سے ایسی دلیل ملتی ہو جو مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کی نشاندہی کرتی ہو۔

1۔ جس حکم کا وہ وصف ہے اس حکم کی جنس کے کسی دوسرے حکم میں شارع نے اُس وصف کو علت قرار دیا ہو مثلاً حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا'' لا نکاح الا لولی ''(3) یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح (صغیر) جائز نہیں ہے۔

ولایت مال اور ولایت نکاح یہ دونوں جنس ولایت کی انواع ہیں۔ شارع نے جس وصف (صغر سنی) کو ایک نوع (ولایت مال) میں مؤثر قرار دیا ہے شارع نے اُسی وصف کو دوسری نوع (ولایت نکاح) میں بھی مؤثر قرار دیا ہے۔

2۔ جنس کے دو وصفوں کو ایک حکم میں علت قرار دیا ہے، یعنی جو حکم ایک وصف کی وجہ سے ظاہر

(1) ابو داؤد ، سنن ، کتاب الاشربۃ، باب النھی عن المسکر، رقم 3679، ص327/3

(2) النسآء ، 6:4

(3) الطبرانی ، المعجم الاوسط ، ج 6، ص 184

ہوا ہے دوسری وصف کی وجہ سے بعینہ وہی حکم ظاہر ہوا ہے۔ مثلاً جنون اور بے ہوشی یہ دونوں کیفیتیں ایک ہی جنس سے متعلق ہیں تو جس طرح حالت جنون میں زیادہ نمازیں رہ جائیں تو حکم یہ ہے کہ اُن کی قضا واجب نہیں ہے اسی طرح بے ہوشی میں زیادہ نمازیں رہ جائیں تو بعینہ وہی حکم ظاہر ہوگا یہی کہ قضا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح سفر اور مرض یہ دونوں ہم جنس وصف ہیں۔

وصف سفر جمع بین الصلاتین (ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنا، احناف کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین صوری ہے) کی رخصت دیتا ہے اسی طرح اس جنس کا دوسرا وصف مرض بھی بعینہ یہی حکم (جمع بین الصلوتین) فراہم کرتا ہے۔

3۔ جنس وصف کا اثر جنس حکم میں ظاہر ہو یعنی جنس وصف کے دوسرے وصف کو جنس حکم کے دوسرے حکم میں ظاہر کرنا مثلاً کسی پر عمداً زیادتی کرنا جنس وصف ہے جو کہ جنس حکم یعنی قصاص میں مؤثر ہے۔ جنسِ وصف کی دو انواع ہیں۔ اتلاف نفس، اتلاف عضو۔ اسی طرح جنس قصاص کی دو انواع ہیں۔ قصاص نفس، قصاص عضو۔ جنس اتلاف کی پہلی نوع حکم قصاص کی پہلی اور جنس اتلاف کی دوسری نوع حکم قصاص کی دوسری نوع میں مؤثر ہے۔

مصلحت مردودہ : مصلحت مردودہ اُس مصلحت کو کہتے ہیں جس کا شریعت اسلامیہ میں کوئی اعتبار نہیں ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ مصلحت ملغاۃ، مصلحت غریبہ

مصلحت ملغاۃ : مصلحت ملغاہ سے مراد وہ مصلحت ہے جو شرعی نصوص سے باطل ہو وہ مصلحت مجتہد کی خود ساختہ ہو شارع نے جس مصلحت کے پیش نظر حکم جاری کیا ہے مجتہد اُس سے متصادم مصلحت ڈھونڈ نکالے مثلاً قصداً فرضی روزہ توڑنے والے شخص کو زجر و توبیخ کے طور پر کفارہ لازم کیا گیا ہے اور وہ کفارہ تین میں سے ایک کو اختیار کرنا ہے۔

1۔ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا

2۔ غلام آزاد کرنا

3۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

روزہ توڑنے کی صورت میں سربراہِ مملکت کو صرف پہلی صورت (یعنی دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا) کا پابند کر کے یہ کہنا کہ یہ مصلحت کا تقاضا ہے کیونکہ سربراہِ مملک کیلئے غلام آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا تو زجر نہیں بن سکتا کیوں کہ سربراہ مملکت کیلئے یہ دونوں کام آسان ہیں لہذا یہاں مصلحت یہ ہے کہ سربراہ مملکت فرضی روزہ توڑنے کی صورت میں دو ماہ کے مسل روزے رکھے ۔کسی مجتہد کا یہ مصلحت اختیار کرنا مصلحت ملغاۃ ہے۔اسی طرح سفری مشقت نہ ہونے کی وجہ سے عدم قصر اور مشقت کا کام کرنے والے مقیم کیلئے نماز کو قصر کرنے کا فتویٰ دینا(1)

مصلحت غریبہ: مصلحت غریبہ سے مراد وہ وصف ہے جس کا شریعت میں لغو یا معتبر ہونا ثابت نہ ہو مصلحت غریبہ کا وجود فرضی اور خیالی ہے کسی حقیقی واقعہ پر اس کا انطباق نہیں ہوسکتا ہے۔

مصلحت مرسلہ: مصلحت مرسلہ سے مراد وہ منفعت ہے جو شارع کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو لیکن شریعت میں اس کی نوع یا جنس قریب کے اعتبار یا عدم اعتبار کی کوئی معین شہادت موجود نہ ہو۔

ii تقسیم مصلحت باعتبار قوت ذاتی

علماء اصول نے مصلحت کو اس کی ذاتی قوت کے اعتبار سے تین اقسام میں ذکر کیا ہے۔

پہلی قسم: ضروریہ دوسری قسم: حاجیہ تیسری قسم: تحسینیہ(2)

محقق علماء اُصول نے مصالح کی اس تقسیم کی وضاحت ان الفاظ سے بیان کی ہے۔

'' ان المصلحة باعتبار قوتها في ذاتها تنقسم الى ما هى في رتبة الضرورات و الى ما هى في رتبة الحاجات و الى ما يتعلق بالتحسينيات والتزيينيات ۔۔۔ وتتعلق بأذيال كل قسم من الاقسام ما يجرى منها مجرى التكملة والتتمة لها ''(3)

(1) محمد الشبلي ، تعليل الاحكام ، ص281

(2) ابن عاشور ، مقاصد الشريعة الاسلاميه ، ص80

(3) الآمدي ، الاحكام ، ص393/3

یعنی مصلحت باعتبار ذاتی قوت کے ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں منقسم ہے اور ہر قسم کے ساتھ مکملات و متممات وابستہ ہیں

تقسیم مذکورہ کے مطابق کل چھ قسمیں ہیں۔

مصالح ضروریہ　　مکملات مصالح ضروریہ　　مصالح حاجیہ

مکملات مصالح حاجیہ　　مصالح تحسینیہ　　مکملات مصالح تحسینیہ

غرض یہ کہ مقاصد شریعہ کل پانچ ہیں۔

دین، نفس، نسل، عقل اور مال کی حفاظت کرنا

ان مقاصدِ شریعہ تک پہنچنے کیلئے جن نصوص پر عمل کیا جاتا ہے وہ نصوص یقیناً مصلحت بردار ہوتی ہیں۔ اگر وہ مصلحت کسی مقصدِ شرعی کے حصول کیلئے ایک لازمی امر کی حیثیت رکھتی ہے تو اُسے مصلحتِ ضروریہ کہا جاتا ہے جیسے دین کی حفاظت کیلئے (عبادات میں) نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ نماز کا حکم مقصدِ شرعی ''دین کی حفاظت'' کیلئے مصلحتِ ضروری کا حامل ہے۔

اور وہ اُمور جو کسی مقصد شرعی کی بجا آوری میں وُسعت پیدا کرتے ہوں، اُن اُمور کو ''حاجیہ'' کہا جاتا ہے جیسے (عبادات میں) حفاظتِ دین کیلئے نماز ضروری ہے مگر دورانِ سفر نماز میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ یہ امر تخفیف مصلحتِ حاجیہ کی مثال ہے۔

اور جن اُمور کو اختیار کرنا مکارم اخلاق اور محاسنِ عادات سے شمار کیا جاتا ہو اُن اُمور کو ''تحسینیہ'' کہا جاتا ہے جیسے (عبادات میں) بدن، لباس اور جگہ کو صاف ستھرا رکھنا۔

مصالح ضروریہ، مکملات مصالح ضروریہ، مصالح حاجیہ، مکملات مصالح حاجیہ، مصالح تحسینیہ، مکملات مصالح تحسینیہ

مقاصد خمسہ اور ان کی حفاظت کے دو پہلو (ایجابی و سلبی)

﴿الف﴾ حفاظت دین

یعنی حیات سلیمہ کے لئے دین کی حفاظت ضروری ہے بہتر انفرادی اور اجتماعی زندگی کے

حصول کیلئے دین کی حفاظت مسلمات میں

سے ہے حفاظت دین کے دو پہلو ملاحظہ ہوں۔

ایجابی پہلو :

عقائد: توحید، رسالت، کتب، ملائکہ، یوم آخرت وتقدیر پر یقین کامل رکھنا۔

عبادات: نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو ان کے تمام حقوق کے ساتھ ادا کرنا

سلبی پہلو :

مثلا جہاد فی سبیل اللہ، مرتد کیلئے سزا، مبتدع کیلئے سزا، دین کے نام پر غلط معلومات فراہم کرنے والے کی حوصلہ شکنی

﴿ب﴾ حفاظت نفس

یعنی اللہ رب العزت کی منشاء کے مطابق انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا تا کہ زمین کو فسادات سے بچا کر صلاح سے معمور کر دیا جائے۔

ایجابی پہلو :

عادات: انسان کی بقاء کے لئے خورد ونوش، لباس، سکونت کا اہتمام کرنا۔

معاملات: صنعت وحرفت، خرید وفروخت، علاج ومعالجہ وغیرہ

سلبی پہلو :

عادات: مہلکات (خواہ ان کا تعلق خورد ونوش سے ہو، لباس یا سکونت سے) سے اجتناب کرنا

معاملات: قصاص، جنایت، جراثیم کش ادویات، نقصان دہ جڑی بوٹیوں کا اتلاف

﴿ج﴾ حفاظت نسل

وجود معاشرہ کے لئے نسل انسانی کی افزائش ضروری ہے مگر شریعت اسلامیہ نے اس کے لئے بعض اُمور کو اختیار کرنے اور بعض امور سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ نسل انسانی بہائم سے ممتاز ہو جائے۔

ایجابی پہلو: نکاح

سلبی پہلو: زنا، دواعی زنا سے اجتناب، زانی ومزنیہ کیلئے سزا

﴿د﴾ حفاظت عقل

امور تکلیفیہ کا مدار عقل ہے عقل ہی کے ذریعہ انسان دیگر بہائم سے ممتاز ہوتا ہے۔

ایجابی پہلو: حصول علم

سلبی پہلو: مسکرات سے اجتناب اور مرتکب کیلئے سزا

﴿ہ﴾ حفاظت مال

اجتماعی نظام حیات کے استحکام کے لئے مال کا ہونا ضروری ہے۔شریعت اسلامیہ نے اس کی حفاظت کا احکام کے ذریعہ خاص اہتمام کیا ہے۔

ایجابی پہلو: کسبِ حلال، انفاق فی سبیل اللہ

سلبی پہلو: سرقہ، غصب، ڈاکہ، لوٹ گھسوٹ پر اسلامی سزائیں

iii تقسیم مصلحت باعتبار شمول

احاطہ افراد کے حوالہ سے مصلحت کی تین قسمیں ہیں۔

مصلحت عامہ (کلیہ) ، مصلحت غالبہ (جزئیہ اضافیہ) ، مصلحت شخصیہ (جزئیہ حقیقیہ)

امام غزالی رقمطراز ہیں۔

" تنقسم (المصلحة) قسمة أُخرىٰ بالاضافة الى مراتبها فى الوضوح والخفاء فمنها ما يتعلق بمصلحة عامة فى حق الخلق كافة وصفها ما يتعلق بمصلحة الا غلب ومنها ما يتعلق بمصلحة لشخص معين فى واقعة نادرة "(1)

یعنی مصلحت کی وضوح وخفاء کے مراتب کے اعتبار سے ایک دوسری تقسیم (بھی) ہے ایک وہ

(1) الغزالی ، شفاء العلیل ، ص184

مصلحت ہے جو تمام مخلوق سے متعلق ہو، دوسری وہ مصلحت ہے جو لوگوں کی غالب اکثریت سے متعلق ہو، اور تیسری وہ مصلحت ہے جو کسی نادر واقعہ میں کسی شخص معین سے وابستہ ہو۔

﴿الف﴾ مصلحت عامہ (کلیہ)

مصلحت عامہ کا تعلق چونکہ کل انسانوں کی فلاح و بہبود سے متعلق ہوتا ہے اس لئے مصلحت عامہ کو مصلحت کلیہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ مصلحت عامہ کا تعلق معاشرہ کی مجموعی بہتری کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے مثلاً مسلمانوں کی تنظیم کرنا، افتراق امت کے اسباب کو ختم کرنا، قرآن مقدس کی حفاظت سے متعلق اقدامات، سنت اور بدعت کے مفہوم کی تشہیر، حدود شریعہ کا نفاذ، ملحد و مبتدع کیلئے کڑی سزا مصلحت عامہ کا تقاضا ہے۔

اگر کسی معاملہ میں مصلحت عامہ کی تعمیل کسی نص شرعی سے ثابت نہ ہو رہی ہو مگر ایسی مصلحت درجہ ضروریات تک پہنچ چکی ہو یعنی اُس کا کرنا معاشرتی استحکام کیلئے ضروری ہو تو ایسی صورت میں اُس پر عمل کرنا لازم قرار پا جائے گا۔ اور یہی اجتہاد استصلاحی کا تقاضا ہے جیسے کفار چند مسلمانوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کریں تو مصلحت عامہ کے پیش نظر اگر ان چند مسلمانوں کو قتل کر کے (جو کہ بظاہر ناجائز ہے) عامۃ المسلمین کو محفوظ کر لیا جائے تو یہ استصلاحا جائز ہوگا۔

خودکشی حرام ہے مگر کفار کا مقابلہ اپنی جان داؤ پر لگائے بغیر ممکن نہ ہو تو مصلحت عامہ کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی جان کھپا کر عامۃ المسلمین کو بچا لیا جائے۔

امام غزالیؒ کا قول لائق التفات ہے۔

'' حفظ جميع المسلمين اقرب الى مقصود الشرع ''(1)

یعنی تمام مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت (بہ نسبت چند افراد کی حفاظت کے) مقصود شرع سے قریب تر ہے۔

---

(1) الغزالی، المستصفیٰ، ص 295/1

﴿ب﴾ مصلحت غالبہ (جزئیہ اضافیہ)

مصلحت غالبہ کا تعلق معاشرہ کے نہ تو کل افراد سے ہوتا ہے اور نہ ہی ایک فرد سے بلکہ معاشرہ کے اکثری طبقہ کے دین، نفس، نسل، جان اور مال کی حفاظت سے متعلق ہوتا ہے۔ مصلحت غالبہ کو مصلحت جزئیہ اضافیہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ مصلحت غالبہ کا اگر مصلحت عامہ سے ٹکراؤ آ جائے تو مصلحت عامہ کو ترجیح دی جائے گی۔ عزالدین عبدالسلام رقمطراز ہیں۔

" ان اعتناء الشرع بالمصالح العامه او فر و اكثر من اعتنائه بالمصالح الخاصه "(1)

یعنی شریعت میں مصالح خاصہ کے مقابلہ میں مصالح عامہ کی اہمیت کا احساس زیادہ کیا گیا ہے۔

مثلاً اگر ایک مخصوص کاروباری گروہ مل کر کسی پیداوار کو اس قدر جمع کر لیں کہ پورا معاشرہ انہی کا محتاج ہو کر رہ جائے اور یہ اپنی مرضی سے نرخوں کا تقرر کریں اور لوگ پریشان ہوں۔ یا ایک مخصوص طبقہ اپنے ناجائز مطالبات منوانے کیلئے ہڑتال کر دے اور دعوام پریشان ہوں تو مصلحت عامہ کے پیش نظر مصلحت خاصہ کے طلسم کو توڑنا ضروری ہوگا اور ریاست کی جبری مداخلت درست ہوگی۔

﴿ج﴾ مصلحت شخصیہ (جزئیہ/خاصہ)

مصلحت شخصیہ سے مراد وہ مصلحت ہے جو کہ شخص واحد کے مفادات سے متعلق ہو اگر شخصی مصلحت سے مصلحت عامہ یا مصلحت غالبہ متعارض ہو جائے تو مصلحت شخصیہ کو ترک کر دیا جاتا ہے لیکن اگر مصلحت شخصیہ ضروریات کے قبیلہ سے ہو اور مصلحت عامہ یا غالبہ حاجیات یا تحسینیات میں سے ہو تو مصلحت شخصیہ کو ترجیح دی جائے گی تاہم اگر ذاتی قوت و تاثیر کے لحاظ سے مصالح ثلثہ کے کل یا بعض کا تصادم آ جائے تو پھر اکثریتی مفادات کو تحفظ دیتے ہوئے مصلحت شخصیہ کے مقابلہ میں مصلحت غالبہ اور غالبہ کے مقابلہ میں مصلحت عامہ کو فوقیت و ترجیح دی جائے گی۔

---

(1) عز الدین، قواعد الاحکام، ص80/1

تلقی رکبان (باہر سے آنے والے تاجروں کو منڈی پہنچنے سے پہلے پہلے ہی مل لینا اور منڈی کے بھاؤ سے آگاہ کئے بغیر سودا کر لینا) سے شریعت نے اسی لئے منع کر دیا کہ اس میں مصلحت خاصہ تو موجود ہے (کیوں کہ خریدار کو فائدہ پہنچتا ہے) مگر مصلحت عامہ متاثر ہوتی ہے۔

iv تقسیم مصلحت باعتبار مکان

مکان کے اعتبار سے مصلحت کی دو قسمیں ہیں۔ مصالح دنیویہ، مصالح اخرویہ

امام شاطبی رقمطراز ہیں۔

" المصالح والمفاسد علی ضربین دنیویۃ و اخرویۃ "(1)

یعنی مصالح اور مفاسد کی دو قسمیں ہیں۔ دنیوی اور اخروی

علامہ آمدی کی وضاحت

" ان المقصود من شرع الحکم انما ھو تحصیل المصلحۃ او دفع المضرۃ و ذالك اما ان یکون فی الدنیا او فی الآخرۃ "(2)

یعنی حکم شرعی کا مقصود مصلحت کو حاصل کرنا یا نقصان کو دور کرنا ہے اور یہ (جلب منفعت یا دفع مضرت) یا دنیا میں ہوگا یا آخرت میں

﴿الف﴾ مصلحت دنیوی

دنیوی مصالح سے مراد ایسے امور ہیں جو انسانی زندگی کے قیام و استحکام سے متعلق ہیں ان کے ذریعہ انسان اپنے انفرادی اور اجتماعی مفادات کو سمیٹتا ہے اور عمرانی حیات میں قدرت کی رنگینیوں کا عکس دیکھتا ہے۔

امام شاطبی لکھتے ہیں۔

---

(1) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص25/2

(2) الآمدی ، الاحکام ،ص389/3

" اعنی بالمصالح ما یرجع الی قیام حیاۃ الانسان و تمام عیشہٖ و نیلہ ما تقتضیہ اوصافہ الشہوانیۃ والعقلیۃ علی الاطلاق حتی یکون منعماً علی الاطلاق "(1)

دنیوی مصالح سے میری مراد وہ امور ہیں جو انسانی زندگی کے قیام واستحکام سے متعلق ہوں انسان کے عقلی اور شہوانی اوصاف اُن کا تقاضا کرتے ہوں یہاں تک کہ انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا انعام یافتہ قرار پا سکے۔

﴿ب﴾ مصلحت اُخروی

اُخروی مصالح سے مراد وہ راحتیں ہیں جو اہل جنت کو اُن کی بہتر عملی زندگی کے انعام کے طور پر جنت میں دستیاب ہوں گی،

علامہ آمدی لکھتے ہیں۔

" واما فی الاٰخرۃ فالمقصود العائد الیہا من شرع الحکم لا یخرج من جلب الثواب و دفع العقاب "(2)

دنیا میں تکالیف شریعہ پر عمل بالآخر حصول ثواب اور دفع عقاب سے متعلق ہے۔

(1) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص20/2

(2) الآمدی ، م۔ن، ص390/3

پانچویں بحث مصلحت شریعہ کی اہمیت

مصلحت کا حصول کبھی تو شارع کے مقصد کی تکمیل سے وابستہ ہوتا ہے اور کبھی مکلّف کے مقاصد کے پائے جانے سے دستیاب ہوتا ہے۔ ذیل میں اُن خصوصیات کو ذکر کیا جاتا ہے جو شرعی مصلحت کے مقام کو واضح کرتی ہیں۔

پہلی خصوصیت ہدایت شریعت کا مصلحت کیلئے ماخذ ہونا

شرعی مصلحت کا ماخذ انسانی خواہشات یا محض عقل نہیں ہے بلکہ شرعی مصلحت کا ماخذ شریعت کی ہدایت ہے عقل میں شرعی مصلحت کا ماخذ ہونے کی گنجائش تو اس لئے نہیں ہے کیوں کہ عقل اپنی تمام تر وسعتوں اور گہرائیوں کے باوجود زمان ومکان اور معاشرہ کے اثرات اور حالات وواقعات سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اور عقل متأثر سے متوازن اور معتدل فیصلوں کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح انسانی خواہشات بھی شرعی مصالح کا ماخذ قرار نہیں پاسکتیں۔ کیوں کہ انسانی خواہشات سِفلی اغراض وجذبات سے مبرا ومنزہ نہ ہونے کے باعث کوئی حکمت بھرا فیصلہ نہیں دے سکتیں۔ انسانی خواہشات کے زیر اثر حاصل ہونے والے اُمور متوازن نہ ہونے کی وجہ سے کسی ایک جانب جھکاؤ کا شکار ہوں گے جو کہ مصلحت کے خلاف ہے۔

انسانی عقل اور خواہشات زمان ومکان اور معاشرتی اثرات میں جکڑے ہونے کے باعث ابدی مثبت فیصلہ دینے سے قاصر ہیں۔ انسانی عقل وخرد چراغِ شریعت کے بغیر تند وتاریک وادیوں کو طے کرنے سے قاصر ہے مصلحت کا صحیح ادراک فقط شرعی ہدایت سے ہی ممکن الحصول ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

{ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ }(1)

یعنی اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کی ہدایت سے ہٹ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا

(1) القصص، 50:28

عقل انسانی بعض دنیوی مصالح کا ادراک کرسکتی ہے مگر دنیا اور آخرت کے کل مصالح کا ادراک اس عقل انسانی کے بس کی بات نہیں ہے۔

العز بن عبدالسلام کا کہنا ہے۔

''اُخروی مصالح اور مفاسد صرف نقل سے ہی معلوم ہوسکتے ہیں بلکہ دنیوی مصالح میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نزول شریعت سے قبل کئی مواقع پر عقل صحیح ادراک سے قاصر رہتی ہے مثلاً جاہلیت میں عرب بچیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے یا اولاد کو قتل کردیتے تھے، اگر عرب اسے مصلحت کے مطابق نہ سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے''(1)

اللہ تعالیٰ نے اس فعل شنیع سے منع کردیا۔

{ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ }(2)

یعنی بھوک کے ڈر سے اولاد کو قتل مت کرو۔

امام غزالی نے اس امر کی وضاحت اس طرح کی ہے۔

''شرعی دلائل سے ہمیں پتہ چلا کہ اللہ جل جلالہ نے رسولوں کو مبعوث کر کے اور شریعت دے کر دین و دنیا میں مخلوق کی بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور یہ بات ہمیں شریعت سے معلوم ہوئی ہے نہ کہ عقل سے''(3)

امام شاطبی رقم طراز ہیں۔

''عادتاً یہ امر محال ہے کہ محض عقل کے ذریعہ دنیا میں تمام مصالح اور مفاسد کی تفصیل بیان کی جاسکے''(4)

---

(1) العز بن عبد السلام ، قواعد الاحکام، ص 5/1

(2) الاسراء ، 33:17

(3) الغزالی ، شفاء الغلیل ، ص104

(4) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص37/2

دوسری خصوصیت شرعی مصلحت فلاح دارین کی ضامن ہے

شرعی مصلحت محض فلاح دنیا یا فقط آخرت کی فلاح و بہبود کیلئے نہیں ہے بلکہ شرعی مصلحت دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کی ضامن ہے اسی طرح شریعت اسلامیہ کے مفسد کا تعلق بھی دارین سے ہے جسے شریعت نے مفسد قرار دیا ہے اُس کے نقصانات بھی دارین کیلئے ہیں۔ جو امر شرعی مصلحت قرار پاتا ہے اُس کا مفاد تو یقینی ہے خواہ وہ جلد ملے یا دیر سے ملے۔ جس طرح بعض کام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اُنہیں اجرت جلد مل جاتی ہے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُنہیں اُجرت دیر سے ملتی ہے۔ اسی طرح شرعی مصلحت کبھی تو مفاد دنیا میں ہی فراہم کر دیتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مفاد آخرت میں ملتا ہے اور کبھی دنیا اور آخرت دونوں میں ہی مل جاتا ہے۔

الغرض ہر وہ کام کہ جس کے کرنے والے کو غالب گمان ہو کہ مستقل ہی نفع حاصل ہوگا اُسے مصلحت کا نام دیا جائے گا۔ قرآن مقدس میں متعدد مقامات پر مستقبل کی زندگی سے آگاہ کیا گیا ہے تا کہ عامل اُمور تکلیفیہ کی وجہ سے مستقبل میں حصول مفاد سے باخبر رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَابْتَغِ فِيمَا اٰتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ }(1)

یعنی اور جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اُس کے ذریعہ دارِ آخرت بنانے کی فکر کر۔

{ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا }(2)

یعنی اور جو شخص آخرت کا طلبگار ہو اور اُس کے لئے (ایسے) کوشش کرے جیسے کہ اُس کیلئے کوشش کرنی چاہئے جبکہ وہ مومن ہو تو ایسے شخص کی سعی مشکور ہوگی۔

نیز فرمایا

{ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَّاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ }(3)

یعنی اچھے اور برے حالات میں ڈال کر ہم تمہیں آزماتے ہیں آخر کار تمہیں ہماری طرف ہی پلٹنا ہے۔

(1) القصص، 77:28
(2) الاسراء، 19:17
(3) الانبیاء، 25:61

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ oالَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ }(1)

یعنی نہایت ہی عزت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے وہ زبردست ہے بخشنے والا ہے

کسی عمل کے صلہ میں دنیوی مفادات کا حصول مصلحت نہیں کہلا سکتا جب تک کہ نصوصِ شریعہ کے ذریعہ اُخروی کمالات کے حاصل ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔(2)

تیسری خصوصیت: تزکیۂ نفوس

پاکیزہ فطرت کی جملہ تحریکات کا مطمع نظر ایک ہی ہے کہ کائنات کی خالق و مالک قوت اللہ جل جلالہ سے رابطہ قائم ہو جائے اور عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کے ذریعہ مادی فوائد سے بے نیاز ہو کر روحانیت کا حصول ہو۔ روحانیت کے حصول، دلوں کے تقویٰ، نفوس کے تزکیہ و تصفیہ کیلئے انسان شریعت کا محتاج ہے تا کہ شریعت کی عطا کردہ تحریکات کو اختیار کر کے نفسانی خواہشات پر غلبہ پا سکے اور گمراہی و سرکشی سے نکل کر اپنے ظاہر و باطن کو احکام شریعت کے مطابق ڈھال سکے(3)

بندۂ مومن کا کمال ایمان اُس روحانی لذت کا احساس کرنا ہے جو اُسے اظہار بندگی سے حاصل ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

(لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى یَكُوْنُ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ)(4)

یعنی تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کی خواہشات میری لائی

(1) الملك ، 2-1,67

(2) البوطی، محمد سعید رمضان ، ضوابط المصلحة فی الشریعة الاسلامیه ، ص48,47

(3) البوطی، محمد سعید رمضان م ن ،ص54

(4) الدمشقی، اسماعیل بن عمر ،تفسیر ابن کثیر ،ج 1،ص521

ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا }(1)

یعنی یقیناً وہ شخص فلاح پا گیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نا کام ہوا وہ شخص جس نے نفس کو دبا دیا

نیز فرمایا {قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى }(2)

یعنی یقیناً وہ شخص فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی کو اختیار کیا اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

نیز ارشاد فرمایا

{ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ }(3)

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان فرمایا جبکہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس (اللہ) کی آیات پڑھتا ہے اور وہ انہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ شرعی مصلحت مادی لذتوں میں محدود نہیں ہے بلکہ شرعی مصلحت کا تعلق مادی لذتوں سے بھی آگے اخروی مفادات کے حصول پر ہے۔

چوتھی خصوصیت اساس المصالح ہونا

مصلحت شریعہ کی حیثیت تمام مصالح کیلئے اساس کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دینی مصلحت پر تمام مصلحتوں کو قربان کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ دین کے مقابلہ میں مال و دولت، جاہ وجلال حتی کہ جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جا سکتا۔ اُمت مسلمہ کا جہاد فی سبیل اللہ پر اتفاق کرنا،

(1) الشمس، 91:9-10

(2) الاعلیٰ، 91 : 14-15

(3) آل عمران، 3:164

جان و مال، عزت و آبرو لٹا کر بھی تحفظ دین کا اعلان کرتا ہے۔

دینی مصلحت کا تمام مصالح کیلئے بنیاد ہونا اس کے تین تقاضے ہیں۔

اول: جو مصالح علماء شریعت کے ہاں متعارف ہیں یعنی جو مصالح کتاب وسنت اور اجماع وقیاس سے ماخوذ ہیں اُن مصالح دینیہ کو دوسرے تمام مصالح پر ترجیح دی جائے

دوم: دینی مصلحت ومفسد کو وجوب واستحباب، حرمت وکراہت اور اباحت کا نتیجہ سمجھا جائے۔

سوم: عقلی اور تجرباتی بنیادوں پر حاصل ہونے والے نتائج کو شرعی مصلحت یا مفسد قرار نہ دیا جائے عقل انسانی اور تجربات سے حاصل شدہ معلومات ابدی مصلحتوں کی خبر دینے سے قاصر ہیں۔ کیوں کہ عقل انسانی بھی محدود ہے اور تجربات بھی دنیا وعقبیٰ کی سعادت کے حصول کی خبر دینے سے قاصر ہیں۔ جملہ مصلحتیں دینی مصلحتوں کے تابع ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَئْىٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاوِيْلًا }(1)

یعنی اے ایماندارو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر کسی معاملہ میں تم جھگڑنے لگو تو پھر اسے اللہ اور (اس کے) رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ عمل بہترین ہے اور انجام کار کے اعتبار سے اچھا ہے۔

آیتِ مذکورہ اور اس مفہوم کی حامل دیگر آیات سے معلوم ہوا کہ راہِ شریعت سے الگ تھلگ ہو کر مصلحتوں کی تلاش کرنا سراسر گمراہی ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عقل کو استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا بلکہ عقل کیلئے شریعت کی ترغیب یہ ہے کہ عقل کتاب وسنت کی روشنی میں سوچ و بچار کرے، اور خواہشات کے بھنور سے بچ کر ساحل مراد تک پہنچ جائے۔

---

(1) النساء، 59:4

پانچویں خصوصیت : عمومیت

مصالح شریعہ رنگ ونسل، قبیلہ وخاندان اور جغرافیائی حد بندیوں سے آزاد ہیں اور بلا امتیاز تمام انسانوں کیلئے ہیں۔ پیغمبر اسلام کی رسالت کی لامحدودیت مصالح شریعہ کو بھی غیر محدود رکھتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّ نَذِيْرًا }(1)

یعنی اے نبی ہم نے تمہیں تمام انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا

نیز فرمایا

{ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا }(2)

یعنی اے نبی کہہ دیجئے اے انسانو! میں تم تمام کی طرف خدا کا رسول ہوں۔

چھٹی خصوصیت: ابدیت واستحکام

شریعت اسلامیہ نے جن امور کو مصلحت قرار دے دیا ہے قیامت تک وہ مصلحت ہی قرار پائے گی ۔حالات کی تبدیلی، معاشرتی اقدار کا تبدل شرعی مصلحت پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ مصلحت شرعی، نفسانی خواہشات اور شیطانی دست درازیوں سے محفوظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِىْ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ }(3)

یعنی اے نبی تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی مگر (صورت حال یہ رہی کہ) جب اُس نبی نے کوئی تمنا کی، شیطان اُس کی تمنا میں خلل انداز ہوگیا (اس طرح) شیطان جو کچھ بھی خلل اندازیاں کرتا ہے اللہ انہیں مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے۔

---

(1) السبأ، 28:34

(2) الاعراف، 158:7

(3) الحج، 52:22

مزید فرمایا { لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ }(1)

یعنی باطل نہ سامنے سے اُس پر آ سکتا ہے نہ پیچھے سے یہ حکیم اور حمید ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

ان آیات میں اللہ جل جلالہ نے آیت کی حفاظت، استحکام اور ان کے غیر متغیر ہونے کی وضاحت فرمادی ہے نیز فرمایا

{ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا }(2)

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا۔

آیہ مذکورہ میں دین کے مکمل ہونے اور نعمت کے اتمام کا تقاضا یہ ہے کہ یہ دین، اس کے مصالح، تعلیمات، اس کے اسرار و رموز محفوظ رہیں تا کہ کاملیت اور اتمام کے داعی اسلام سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے استفادہ ممکن ہو سکے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارك وسلم

(1) فصلت، 42:41

(2) المائدہ، 44:5